تنقید ادب اور نفسیات

ڈاکٹر شائستہ حمید خان، شعبۂ اُردو، جی سی یونیورسٹی، لاہور

Abstract

Literary criticism is greatly influenced by modern psychology. In this article, it is shown that psychologist like, Friude, Jung, Idler etc have deep impacts on modern literary criticism. Specially, Themes of Ego, Super Ego, Thinking, Feeling, Sensution etc. In fact, Modern school of literary criticsm are thankful to psychology.

تنقید سے مُراد کسی فن پارے کے حسن و قبح کا احاطہ کرتے ہوئے اس کے مقام و مرتبہ کا تعیّن کرنا ہے۔ تنقید کا مادہ ہر انسان میں فطرتاً ودیعت کیا گیا ہے وہ کہیں شعوری اور کہیں لاشعوری طور پر تنقید کرتا ہے۔ مثلاً پہلے ہم کسی چیز، فن پارے، ادب پارے کو پسند ناپسند کرتے ہیں پھر اس کے محاسن اور عیوب پرکھتے ہیں۔ خوبیوں پر اُسے پسند کرتے ہیں اور عیوب پر رد کرتے ہیں۔ کسی بھی چیز کے دونوں پہلوؤں کو پرکھنے کا نام تنقید ہے۔ مولوی عبدالحق کے مطابق اُردو تنقید کے معنی و مفاہیم یہ ہیں: ''تنقید ایک علم ہے اور ہر علم کی طرح صحیح معلومات بہم پہنچانا اس کا بھی فرض ہے۔ صحیح معلومات کے بغیر صحیح تنقید ہو ہی نہیں سکتی۔''[۱] اسی طرح رضی عابدی تنقید کے ضمن میں ان خیالات کا اظہار کرتے ہیں: ''تنقید ایک فطری عمل ہے کسی بھی چیز کے متعلق پسند یا ناپسند کا اظہار، حتیٰ کہ اس کے متعلق خاموشی بھی ایک تنقید ہے اس لیے کہ یہ بھی ایک ردِعمل ہے۔''[۲]

تنقید اور ادب دراصل ایک ہی جزو کا نام ہے۔ فن تنقید ادب کے مطالعہ کا طریقہ ہے۔ زندگی کو سمجھنے کا نام ادب اور ادب کو سمجھنے کا نام تنقید کہلاتا ہے۔ ڈاکٹر نعیم تقوی ''تنقید و تناظر'' میں لکھتے ہیں:

> ''تنقید تو روحِ حیات ہے اور ہمارے لئے وجہ ثبات ہے۔ اسی کی بدولت ہر قسم کے انتشار و خلفشار سے نجات ملتی ہے اور راہِ عرفانِ ذات ملتی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ انسانی ذہن ہر عہد میں حقیقت وصداقت کا پرستار رہا ہے اور اس کا یہی شعار رہا ہے کہ ہر شے کی اصلیت اور ماہیت سے ہمکنار ہو سکے اور حیات و کائنات کے حوالے سے ہر پہلو آشکار ہو سکے۔ انسان اپنی قوت ادراک سے کام لیتا ہے۔ انتخاب و اجتناب کا سلسلہ اس کے تنقیدی رجحانات کا آئینہ دار ہوتا ہے۔''[۳]

ادب اور تنقید کا یہ تعلق جب شعر و شاعری اور نثر کی گہرائیوں تک پہنچتا ہے تو اُن ادب پاروں کے ادیبوں اور شعراء کی اُن وجوہات کو بھی جان لیتا ہے جس کی وجہ سے یہ ادب پارے تخلیق ہوتے ہیں۔ اور پھر تنقید ادب کے ساتھ نفسیات کا تعلق سامنے آتا ہے۔

نفسیاتی تنقید کا دبستان زیادہ قدیم نہیں ہے۔ لیکن بہت تھوڑے عرصہ میں جس طرح تحلیل نفسی نے انسانی سوچ کا رُخ بدل کر رکھ دیا اور مذہب، معاشرہ، اخلاق اور جمالیات کے اصولوں میں انقلاب برپا کر دیا۔ اسی طرح نفسیاتی تنقید بھی اصنافِ ادب اور تخلیقی سانچوں میں بہت سے تغیرات کا موجب بنی۔ ڈاکٹر سلیم اختر تنقیدی دبستان میں لکھتے ہیں:

> ''آپ کسی براعظم کا نقشہ دیکھیں تو مختلف قطع اور رنگ کے ٹکڑے باہم پیوست نظر آئیں گے۔ جہاں ایک کی حد ختم ہوتی ہے۔ دوسرے کی شروع ہو جاتی ہے۔ یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ براعظم مکمل ہو جاتا ہے۔ تنقید کو بھی براعظم سمجھ لیا جائے تو پھر مختلف دبستان ملکوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ جہاں ایک کی حد ختم ہوتی ہے دوسرے کی شروع ہو جاتی ہے۔ جس طرح ہم کسی ملک کو غیر ضروری نہیں قرار دے سکتے اسی طرح کسی دبستان کو بھی فالتو نہیں سمجھ سکتے کہ تنقید کے نقشہ کی خوبصورتی اور رنگینی کا انحصار ان ہی دبستانوں پر ہے۔''[۲]

انگریزی میں نفسیات کو Psychology کہتے ہیں۔ ادراک میں سائیکی کا لفظ قدیم یونانی اعتبار سے ''روح'' کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور روح وہ جو عام دیکھنے والی آنکھ سے پنہاں ہے، چھپی ہوئی ہے اور روح مفکرین کے نزدیک جسمانی مظہر کے بہت قریب ہے۔ اس لیے اس کو نفسِ علم کی جگہ نفسیات کہا گیا ہے۔

نفسیاتی تنقید کی اساس پہلے فرائد کا نظریہ ''لاشعور'' بنا۔ سگمنڈ فرائیڈ جو نفسیاتی امراض کا معالج تھا۔ اس کے لاشعور "Unconcious" کے نظریے نے ایک انقلاب برپا کر دیا۔ یہ نظریہ دراصل شخصیت کے اُن حوالوں کی کھوج کا نام تھا۔ جن کا ہم ادراک نہیں رکھتے تھے۔ اس طرح فرائیڈ نے شخصیت کو تین حصّوں میں تقسیم کیا۔

, جبلت (Instinct)

- انا (Ego)

. فوق الانا (Super Ego)

یعنی کوئی کام جو جبلت کہتی ہے کہ کرو، تو انا کہتی ہے میں یہ کام کروں گی اور جبکہ فوق الانا میں مذہب اور معاشرہ دیوار بن کر آ جاتے ہیں۔ اور یہ وہ وقت ہوتا ہے جب ہم کوئی کام جو ناپسندیدہ ہوتا ہے، کرتے وقت ڈرتے ہیں۔ ۱۹۰۱ء میں Interpatation of Dreams منظر عام پر آئی جس میں اُس نے لاشعور سے خواب کو سمجھنے کی بات کی اور خواب کے بارے میں فرائیڈ کی رائے تھی: "Dreams are royal road to unconcious" یعنی خواب لاشعور کو جانے والی عظیم شاہراہ ہیں۔

پھر فرائیڈ کا تحلیل نفسی کا نظریہ بھی بے حد مقبول ہوا جس میں معالج کچھ سوال بچپن کے کرتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ دوسرے حالات و واقعات اور موجودہ مسئلہ زیر بحث لاتا ہے۔ جس سے لوگ اپنے آپ کو ہلکا پھلکا محسوس کرتے ہیں۔ مگر ہمارے ہاں تحلیل نفسی والے نظریئے کو اپنانے میں لوگ خوفزدہ ہیں۔ فرائیڈ کے یہ نظریات زندگی کے دوسرے شعبوں کو متاثر کرتے ہوئے ادب تک پہنچے اور اس نے اس کو ادب پر برتا تو بہت سے حیرت انگیز نتائج حاصل ہوئے۔ مثلاً اُس نے ایک مضمون ''لی نارڈو ڈاونچی'' کے بارے میں لکھا جو مشہور زمانہ پینٹنگ ''مونالیزا'' کا پینٹر تھا۔ اس مضمون میں اُس نے پینٹر کی زندگی اور جنسی محرکات سے بہت اہم بحث کی ہے۔ اس طرح اس نے شیکسپیئر اور کئی اور دوسرے ادباء کے بارے میں حیرت انگیز انکشافات کیے۔

ژونگ، فرائیڈ کے نظریات میں جنس کی حد درجہ مداخلت کا قائل نہیں تھا۔ ژونگ نے بتایا کہ شعور، لاشعور یا تحت الشعور کے اوپر کی بھی یا بعد کی بھی ایک اور منزل ہے جس تک فرائیڈ نہیں جا سکا اور وہ ہے اجتماعی لاشعور جس کو (Collective Unconcious) کہتے ہیں۔ ژونگ کے بارے میں ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں:

> ''نفسیاتی تنقید میں فرائیڈ اور جنسی ارتقاع کے نظریہ کے بارے میں اب وہ جوش اور غلو نہیں رہا جو دبستان کے آغاز میں تھا۔ اس لیے کہ اب نقادوں کا ژونگ کی طرف زیادہ جھکاؤ ہوتا جا رہا ہے کسی زمانہ میں تحقیر سے اسے ''صوفی'' کہا جاتا تھا۔ لیکن اب اس صوفی کے نظریات نفسیاتی تنقید کو نئی گہرائی بخش رہے ہیں۔'' ۵

ژونگ کا انسانی شخصیت کو سمجھنے کو ایک مخصوص طریقہ کار تھا۔ وہ ذہنی امراض کے شعبے میں خاصی دلچسپی بھی رکھتا تھا۔ اس نے اپنے نظریات سے بتایا کہ انسان یا تو تنہائی پسند ہیں یا مجلسی۔ اس سے آگے بھی وہ چار اصول بیان کرتا ہے۔ جو بہت دلچسپ ہیں:

فکر یا سوچ	Thinking ,
جذبہ یا احساس	Feeling -
حسیات تجسس	Sensetion .
وجدان	Intution /

ان چاروں اصولوں یا یہ کہہ لیں کہ خصوصیات میں سے کوئی ایک بھی شخصیت پر حاوی ہو جائے تو ہم شخصیت کے ری ایکشن سے اُس کے اظہار کو دیکھ سکتے ہیں اسی طرح ژونگ کا نظریہ آر کی ٹائپ بھی ادب میں بہت معاون ثابت ہوا۔

تنقید ادب پر ایک بڑا اثر اہم نفسیات دان ایڈلر کا بھی ہے۔ ایڈلر نے احساس کمتری کا نظریہ دیا۔ احساس کمتری کی اصطلاح ہم روزمرہ گفتگو میں استعمال کرتے ہیں۔ کہ فلاں شخص احساس کمتری یا احساس محرومی کا شکار ہے۔ یعنی کسی عضوی نقائص کے باعث احساس کمتری کا شکار ہونا۔ اس میں لکنت، لنگڑاپن اور دوسرے نقائص شامل ہیں۔
اُردو ادب میں نفسیاتی عناصر جن ناقدین کے ہاں زیادہ مربوط انداز میں ملتے ہیں ان میں رسوا (مرزا ہادی

رسوا) اہم ترین ہیں۔اس کے بعد میرا جی ''اس نظم میں'' اور ''مشرق ومغرب کے نغمے'' کے حوالے سے نفسیاتی تنقید میں نمایاں ہیں۔اس کے علاوہ تنقیدی مسائل میں ریاض احمد، تحلیل نفسی حزب اللہ کی بہت اہم ہے۔ڈاکٹر سلیم اختر جو خود نفسیاتی تنقید میں ایک نمایاں مقام ومرتبہ کے حامل ہیں۔ان کا جوش کا نفسیاتی مطالعہ اور اقبال کا نفسیاتی مطالعہ اس سلسلہ کی اہم کڑی ہیں۔

ڈاکٹر وحید قریشی نے شبلی کی حیات معاشقہ لکھ کر شبلی کی شخصیت کا نفسیاتی مطالعہ کیا اور بہت سے حقائق کو واضح کیا اس کے علاوہ وزیر آغا، اختر احسن، شکیل احمد، ڈاکٹر محمد اجمل نفسیاتی تنقید ومطالعہ میں اہم ہیں۔

اس ساری بحث کو سمیٹتے ہوئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ادب پر علم نفسیات بہت حد تک اثر انداز ہے اور اب اس سے چھٹکارا یا مفر ممکن نہیں ہے۔نفسیات اب ایک دبستان کی صورت میں موجود ہے اور دوسرے دبستانوں کی نسبت بہت اہم اور کارگر بھی ہے کیونکہ صرف احوال وآثار اور سیاسی وسماجی پس منظر بیان کرنے سے ہم کسی بھی فنکار وشخصیت کے بارے میں کوئی حتمی رائے قائم نہیں کر سکتے جب تک پورے حقائق سامنے نہ ہوں۔اس لیے نفسیاتی تنقید کو بہت پذیرائی ملنی چاہئے پھر کسی ادب میں نئے رجحانات وموضوعات کا اضافہ ہو سکے گا۔

حواشی:

۱۔ احسن فاروقی، ڈاکٹر، ''اُردو میں تنقید''، اشارات پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۶۷ء، ص:۱۲۳
۲۔ رضی عابدی، تیسری دُنیا کا ادب، لاہور: نگارشات، ۱۹۹۸ء، ص: ۱۰۷
۳۔ نعیم تقوی، پروفیسر، ڈاکٹر، ''تنقید وتناظر''، کراچی: طابع آرائی پرنٹر، ۱۹۹۴ء، ص: ۹
۴۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، ''تنقیدی دبستان''، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۷ء، ص: ۵۴
۵۔ ایضاً، ص: ۱۶۸